13 اپریل، 2012

اسٹیٹ بینک کا پالیسی ریٹ کسی تبدیلی کے بغیر 12 فیصد پر برقرار، سیونگ ڈپازٹس پر کم از کم منافع کی شرح 5 سے بڑھا کر 6 فیصد کردی گئی

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے آج کراچی میں گورنر، اسٹیٹ بینک جناب یاسین انور کی زیر صدارت اپنے ایک اجلاس میں پالیسی ریٹ کو کسی تبدیلی کے بغیر 12 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے روپے کے بچت/ پی ایل ایس بچت پراڈکٹس پر کم از کم منافع 5 فیصد سے بڑھا کر 6 فیصد کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

اسٹیٹ بینک کے مانیٹری پالیسی فیصلے کے مطابق اسٹیٹ بینک کو توقع تھی کہ یہ امانتیں منڈی کی قوتوں پر ردعمل ظاہر کریں گی اور اس کے مطابق ان میں کمی بیشی ہوگی۔ امانتوں کی شرح میں جمود خصوصاً چھوٹے بچت کاروں کے حوالے سے، معیشت کی بچت اور سرمایہ کاری کی شرح پر منفی اثر مرتب کررہا ہے۔

مانیٹری پالیسی فیصلے کے مطابق موزوں شرح امانت کے ڈھانچے کی شکل میں ایک زیادہ متوازن ڈھانچے کی ضرورت ہے جس میں خطرے اور فائدے کے درمیان توازن ہو کیونکہ امانت گزاروں خصوصاً چھوٹے امانت گزاروں کے لیے مناسب تلافی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم مئی 2012ء سے تمام بینکوں کو روپے کے بچت/ پی ایل ایس بچت پراڈکٹس پر کم از کم 6 فیصد منافع ادا کرنا ہوگا۔

مانیٹری پالیسی فیصلے کا مکمل متن درج ذیل ہے:

رواں مالی سال کی آخری سہ ماہی کے آغاز پر بینک دولت پاکستان کا زری انتظام معیشت کو درپیش متعدد مشکلات کے مضمرات میں توازن قائم کرنے کے سلسلے میں حسب دستور اپنا کردار ادا کررہا ہے۔ بنیادی توجہ مہنگائی کو مزید کم کرنے پر ہی مرکوز ہے جو پچھلے چند برسوں سے مسلسل دوہندسوں میں ہے۔ چونکہ منڈی میں اس وقت سیالیت دباؤ کی کیفیت میں ہے اس لیے نظام ادائیگی کو ہموار طریقے سے چلانا اور مالی استحکام کو یقینی بنانا بھی ضروری ہے۔ اسی طرح تیل کے بلند نرخ، برآمدات کی کم مقدار اور بیرون ملک سے ناکافی رقوم کی آمد کے پیش نظر بیرونی شعبے کے حوالے سے موزوں انتظام کی ضرورت ہے۔ آخری بات یہ ہے، جو کم اہم نہیں، کہ نجی سرمایہ کاری میں مسلسل کمی بھی زری پالیسی کی حکمت عملی تشکیل دینے میں اہم عامل ہے کیونکہ وہ وسط مدتی گرانی، نمو اور روزگار کے امکانات کو متاثر کرتی ہے۔

زری پالیسی محدود آلات کے باعث تنہا ان تمام دشواریوں کا مؤثر مقابلہ نہیں کرسکتی۔ ان حالات میں کچھ سمجھوتے کرنا لازم ہیں۔ بعض ساختی مسائل خصوصاً ٹیکس جی ڈی پی کے کم تناسب اور توانائی کی قلت، کو حل کرنے کے لیے ایک معاون مالیاتی حکمت عملی اور فعال معاشی اصلاحاتی ایجنڈا ضروری ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ پالیسی سازی میں معیشت کو مستقبل بین طرز فکر کی ضرورت ہے جس میں قانونی فریم ورک میں دیے گئے قواعد پر سختی سے عمل ہو، چاہے وہ اسٹیٹ بینک (ترمیمی) ایکٹ (2012ء) ہو یا مالیاتی ذمہ داری وتحدید قرضہ ایکٹ (2005ء)۔

گرانی کی توقعات کو وسط مدتی اہداف تک محدود رکھنے کے لیے یہ طریقہ کار بہت ضروری ہے۔ حکومت نے وسط مدتی میزانیہ فریم ورک میں م س 13ء کے لیے 9.5 فیصد اور م س 14ء کے لیے 8 فیصد کے اہداف رکھے ہیں۔ مارچ 2012ء میں سال بسال گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 10.8 فیصد رہی اور موجودہ معاشی صورتحال کے پیش نظر م س 13ء میں اس کے بدستور دوہندسی رہنے کا امکان ہے۔ بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی ضرورت میں مسلسل اضافہ ایک اہم متغیر ہے جس کے گرانی کے منظرنامے پر ناموافق اثرات پڑ رہے ہیں۔ دوسری جانب کمزور نجی طلب گرانی کے تیزی سے نہ بڑھنے کا ایک سبب ہے۔ بہرحال مالیاتی قرض کے حجم اور سرمایہ کاری میں کمی کے باعث معیشت کی وسط مدتی پیداواری صلاحیت ختم ہورہی ہے اور اس کی وجہ سے گرانی مسلسل ابتدائی دوہندسوں میں ہے۔ ایک اور خطرہ جس کی گرانی کے دباؤ کی جانچ کے لیے کڑی نگرانی کی ضرورت ہے تیل کی بین الاقوامی قیمتوں کا رجحان ہے۔

حکومت نے رواں سال اعانت میزانیہ کے لیے یکم جولائی تا 30 مارچ م س 12ء کے دوران جدولی بینکوں سے 373 ارب روپے اور اسٹیٹ بینک سے 218 ارب روپے قرض لیا جن کی سال بسال نمو بالترتیب 56.5 فیصد اور 18.5 فیصد بنتی ہے۔ دوسری طرف اس عرصے کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں سال بسال نمو صرف 4.2 فیصد، اور بینکوں کی مجموعی امانتوں میں سال بسال نمو 17.4 فیصد رہی۔ چنانچہ امانتوں میں معقول نمو کے باوجود بینک نئی راہیں تلاش کرنے، خطرات مول لینے، اور نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی آسان بنانے کے لیے شراکتیں قائم کرنے کے بجائے مالیاتی خسارے کی مالکاری کو ترجیح دیتے رہے۔ معیشت کو اس کا خمیازہ اس طرح بھگتنا پڑا ہے کہ سرمایہ کاری بہ نسبت جی ڈی پی تناسب گر کر تاریخی لحاظ سے کم ترین سطح پر ہے اور اقتصادی نمو جامد ہے جو کہ معیشت میں پائے جانے والے امکانات کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم ہے۔

اگر نجی شعبے کا قرضہ اور نمو کے امکانات بحال کرنے ہیں تو موجودہ حالات میں یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ حکومت اپنے عرصیت پوری کرنے والے قلیل مدتی قرضوں کا اجرائے ثانی

اضافی مالکاری کا بندوبست (rollover)، اور اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضے کی ادائیگی کس طرح کرے گی؟ بیرونی ذرائع سے آنے والی رقوم کم ہوگئی ہیں چنانچہ غالب امکان یہی ہے کہ اسٹیٹ بینک سے مزید قرضہ لیا جائے گا۔ اگر ایسا کیا گیا تو اس اقدام کے گرانی پر مضمرات بھی نظر انداز نہیں کرنے چاہئیں۔ بہر حال حالیہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان (ترمیمی) ایکٹ (2012ء) کے تحت اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض کو ہر سہ ماہی کے اختتام تک واپس کرنا اور قرضوں کا موجودہ اسٹاک آٹھ سال کے اندر لوٹانا ضروری ہے۔ ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر وفاقی حکومت ان شرائط کو پورا نہیں کرتی تو ایکٹ کے مطابق وہ ایک بیان کے ذریعے پارلیمنٹ کو وجوہات سے آگاہ کرے گی۔

مالیاتی صورتحال میں اہم ردوبدل کیے بغیر اس قانونی تقاضے کی تعمیل کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک کو سیالیت کا نمایاں ادخال (injection) کرنا ہوگا تاکہ ادائیگیوں کا نظام کام کرتا رہے اور مالی منڈیاں مستحکم رہیں۔ تاہم اسٹیٹ بینک پہلے ہی خاصی مقدار میں نظام میں قلیل مدتی ادخال کر رہا ہے جو 13 اپریل 2012ء تک 200 ارب روپے تک جا پہنچا ہے اور جس کا مسلسل اجرائے ثانی کیا جا رہا ہے۔ اس ادخال کے مستقل ہونے کے باعث اس میں گرانی کے خطرات بھی ہیں۔ چنانچہ ہر سہ ماہی پر اسٹیٹ بینک سے قرض گیری صفر پر لانے کا قانونی تقاضا پورا کرنا، سیالیت کے ادخال کو کم کرنا، گرانی کی توقعات کی مؤثر روک تھام کرنا، اور نجی شعبے کے لیے گنجائش پیدا کرنا اندازے سے زیادہ دشوار امور ثابت ہو سکتے ہیں۔

سیالیت پر دباؤ صرف قرضے کی حکومتی ضروریات کی وجہ سے نہیں۔ بیرونی جاری حسابات کے خسارے میں بتدریج اضافے اور بیرونی ذرائع سے رقوم کی آمد میں مسلسل کمی کے باعث اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر گھٹ رہے ہیں۔ مالی سال 12ء کے ابتدائی آٹھ مہینوں کے دوران بیرونی جاری حسابات کا خسارہ 3 ارب ڈالر تھا جبکہ سرمایہ اور مالی کھاتے کی خالص وصولیاں صرف 187 ملین ڈالر تھیں۔ اس لیے آخر مارچ 2012ء تک اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر گر کر 11.8 ارب ڈالر ہوگئے جبکہ آخر جون 2011ء میں 14.8 ارب ڈالر تھے۔ بیرونی شعبے کے یہ حالات روپے کی سیالیت پر دباؤ کو بڑھا رہے ہیں جس کی نشاندہی آخر مارچ 2012ء تک بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں 21.4 فیصد سال بسال کمی سے ہوتی ہے۔ اس لیے معیشت میں معمول کے لین دین کو سہل بنانے کے لیے روپے کی کچھ سیالیت کے ادخال اور زرِ بنیاد میں اضافے کی ضرورت ہے۔

مزید برآں اسٹیٹ بینک کا آپریشنل زری انتظامی فریم ورک قلیل مدتی شرح سود یعنی سیالیت کی قیمت کا تعین کرتا ہے۔ یہ عمل اعلان کردہ ہدف کے مقابلے میں گرانی کے ممکنہ رجحان جیسی وسیع معاشی ترجیحات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس طرح سیالیت کی ضروریات اور اس کے نتیجے میں زرِ بنیاد میں نمو کا ازخود تعین ہو جاتا ہے اور یوں مالی منڈیاں ہموار انداز میں اپنا کام جاری رکھتی ہیں۔ اسٹیٹ بینک بیک وقت شرح سود اور زر کی نمو دونوں کا تعین نہیں کر سکتا۔ اس میں دشواری یہ ہے کہ اگر زر کا ایک اہم استعمال کنندہ شرح سود کے سگنلز پر ردعمل ظاہر نہ کرے تو زری پالیسی اپنے مقاصد کے حصول میں غیر مؤثر ہو جائے گی۔

بیرونی قرضے کی خاصی ادائیگیوں، برآمدی مقدار میں کمی، تیل کی بلند عالمی قیمتوں اور بیرونی رقوم کی آمد میں کمی کے پیشِ نظر مالی سال 12ء کے بقیہ حصے اور مالی سال 13ء کے دوران بیرونی شعبے کی صورتحال کے دباؤ میں رہنے کا امکان ہے۔ اسی طرح عبوری مالی اعداد و شمار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ مالی سال 12ء کے ابتدائی نو ماہ کے دوران مالیاتی خسارہ ممکنہ طور پر بڑھ کر جی ڈی پی کے 4.3 فیصد تک پہنچ چکا ہے۔ گذشتہ سہ ماہی کے موسمی عوامل کے پیشِ نظر جی ڈی پی کے نظرثانی شدہ ہدف 4.7 فیصد سے خاصا انحراف خارج از امکان نہیں۔ مذکورہ دونوں تبدیلیوں کے ان متغیرات پر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں جو زری پالیسی سے متعلق ہیں جیسے گرانی کی توقعات، سیالیت کا دباؤ اور نجی سرمایہ کاری۔ اگر حل کی بات کی جائے تو معیشت کو مالیاتی اور توانائی کے شعبوں میں گہری اور فیصلہ کن اصلاحات درکار ہیں اور غیر یقینی کیفیت کو کم کرنے کے لیے بیرونِ ملک سے منصوبہ بندی کے تحت رقوم کی جلد آمد کی ضرورت ہے۔

اصلاح کا ایک اور شعبہ بینکاری نظام کی مالی گہرائی اور مسابقت کا ہے جسے بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک امانت گزاروں کو ترغیب دیتا رہا ہے کہ انویسٹرز پورٹ فولیو سیکورٹیز (آئی پی ایس) کھاتوں کے ذریعے حکومتی تمسکات میں اپنی بچت کی رقوم رکھیں۔ دیگر مقاصد کے علاوہ اس کے نتیجے میں امانتوں پر بہتر منافع ملنے کی توقع ہے۔ مزید یہ کہ مئی 2008ء میں اسٹیٹ بینک نے بچتوں / پی ایل ایس بچت پراڈکٹس کے تمام زمروں پر کم از کم 5 فیصد کی حد متعارف کی تھی۔ نتیجتاً بچت سے متعلق تمام پراڈکٹس کی اوسط شرح امانت 2.1 فیصد سے بڑھ کر 5.25 فیصد ہوگئی اور اس کے بعد کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ بچت امانتوں کا زمرہ اب تمام بینک امانتوں کا 38 فیصد اور امانتی کھاتوں کی کل تعداد کا 52 فیصد ہے۔

اسٹیٹ بینک کو توقع تھی کہ یہ امانتیں منڈی کی قوتوں پر ردعمل ظاہر کریں گی اور اس کے مطابق ان میں کمی بیشی ہوگی۔ امانتوں کی شرح میں جمود خصوصاً چھوٹے بچت کاروں کے حوالے سے، معیشت کی بچت اور سرمایہ کاری کی شرح پر منفی اثر مرتب کر رہا ہے۔ موزوں شرحِ امانت کے ڈھانچے کی شکل میں ایک زیادہ متوازن ڈھانچے کی ضرورت ہے جس میں خطرے اور فائدے کے درمیان توازن ہو کیونکہ امانت گزاروں خصوصاً چھوٹے امانت گزاروں کے لیے مناسب تلافی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم مئی 2012ء سے تمام بینکوں کو روپے کے بچت / پی ایل ایس بچت پراڈکٹس پر کم از کم 6 فیصد منافع ادا کرنا ہوگا۔ ساتھ ہی مجموعی معاشی صورتحال کے پیشِ نظر مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے پالیسی ریٹ کو تبدیل نہ کرنے اور 12 فیصد پر رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔

/☆☆☆